

نبی مکرم حضرت ابو طالب کی کفالت میں

<?xml encoding="UTF-8">

تمام روئے زمین کے قبائل و شعوب میں سے قریش کو ہر لحاظ سے امتیازی حیثیت حاصل ہے اور پھر قریش سے خاندان بنو ہاشم باعتبار نسب تمام اہل عالم سے افضل و اعلیٰ ہے جو ملت ابراہیم کا امین چلا آرہا تھا نیز خانہ کعبہ کی تولیت کے شرف کے باعث ایک عظمت کا حامل بھی تھا اور بنوہاشم کی فضیلت کا راز نبی اکرم کی ذات گرامی سے وابستہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں کتب احادیث میں بکثرت روایات پائی جاتی ہیں نبی مکرم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے بیان کیا ۔

"قَلْبُ الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد احداً افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم وقلبت الارض ومشارقها ومغاربها فلم اجد بنى اب افضل من بنى هاشم "

"میں نے زمین کے مشارق و مغرب کو الٹا پلٹا کیا ہے مگر کسی شخص کو حضرت محمد سے افضل نہیں پایا اور میں نے مشارق و مغرب کی گردش کی لیکن کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہ پایا "

اللہ تعالیٰ نے اسی معزز ترین خاندان میسے بنی مکرم حضرت محمد کو منتخب کیا ہے جو بشارت حضرت موسیٰ کا مدعا اور نوید حضرت عیسیٰ کا مقتضا، وحدت کا معلم اور نبوت کا خاتم بن کر تشریف لائے۔ جب کہ سایہ پدری بھی اُٹھ چکا تھا آپ کے دادا حضرت عبد المطلب اس نور علیٰ نور کو اٹھا کر خانہ کعبہ میلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی عطا پر شکر ادا کرتے، کافی دیر کھڑے رہے آپ جب چھ برس کے ہوئے تو والدہ محترمہ بھی انتقال فرما گئیں، آپ اپنے دادا جان کے ساتھ رہے جو سردار بنی ہاشم تھے جن کے لیے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھا یا جاتا اور ان کے فرزند ان اس کے اطراف میں بیٹھتے، اپنے والد بزرگوار کی عظمت کے پیش نظر فرش پر کوئی نہ بیٹھتا تھا، لیکن حضور نبی کریم جب تشریف لاتے تو وہ اپنے دادا جان کے ساتھ فرش پر بیٹھ جاتے، آپ کو ہٹانے کے لیے جب کوئی شخص پکڑتا تو حضرت عبد المطلب فرماتے کہ ایسی جسارت مت کرو، خدا کی قسم یہ تو بڑی شان والا ہے اور پھر آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے رہتے، حضرت عبد المطلب کے موحد ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ جب ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تو اس کے لشکر حضرت عبد المطلب کے اونٹ پکڑ کر لے گئے۔ حضرت عبد المطلب کو جب یہ اطلاع دی گئی تو آپ اپنے اونٹ واپس کرانے کے لیے ابرہہ کے خیمے کی طرف روانہ ہوئے، ابرہہ نے دور سے دیکھا کہ قریش کے سب سے معزز خاندان بنو ہاشم کے سردار جو خانہ کعبہ کے کلید بردار بھی ہیں، آ رہے ہیں اور وہ یقیناً خانہ کعبہ سے محاصرہ اٹھانے کا مطالبہ کریں گے، لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ عبد المطلب نے جب اپنے اونٹ واپس لینے کا مطالبہ کیا تو ابرہہ حیران ہو کر بولا :

"اے سردار بنو ہاشم آپ اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ تو لے کر آگئے مگر خانہ کعبہ کے متعلق کوئی بات ہی نہیں کی "

حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں، جس کے لیے میں آیا ہوں، خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا ہے میرا نہیں ۔

حضرت عبد المطلب کا یہ جواب آپ کے ایمان بالتوحید پر واضح دلیل ہے جس پر سورہ فیل شاہد ہے کہ ہاتھیوں کے اس لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں سے کنکریاں مروا کر تباہ کیا اور یہ اس طبقے کے لیے بھی دعوت

فکر ہے جو حضور کے آباء و اجداد کے ایمان کا قائل نہیں، حضور نبی کریم نے ابھی آٹھویں سال میہی قدم رکھا تھا کہ حضرت عبد المطلب رحلت فرما گئے اور وقت آخر اپنے فرزندوں میں سے حضرت محمد کو حضرت ابو طالب کی کفالت میں دے دیا چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکہ لکھتے ہیں :

"فان ابا طالب رباہ صغیراً وآواہ کبیراً ونصرہ وقرہ وذب عنہ ومدحہ بقصائد غرررضی باتباعہ " ۱

"بے شک حضرت ابو طالب نے نبی کریم کی بچپن میں پرورش کی اور آپ کو بڑی عمر میں ٹھکانا دیا اور آپ کو عزت و وقار دیا، آپ سے دشمنوں کی تکالیف کو دور کیا اور بہت سے شاندار قصیدوں میں آپ کی تعریف فرمائی اور آپ کے متبعین کی بھی عزت کی اور سے راضی رہے "

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں حضرت ابو طالب کے تذکرہ میں واشگاف الفاظ میں لکھا

"ولما مات عبد المطلب اوصی محمد فکفله واحسن تربیتہ وسافر به صحبته الی الشام وهو شاب ولما بعث قام فی نصرته وذب عنہ من عاداه مدحہ عدتہ مداح منہما قوله استسقی اهل مکہ فتسقوا وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمتہ للارامل ومنہا قوله من قصیده وشق له من اسمہ لیجعله فذو العرش محمود هذا محمد "

"جب حضرت عبد المطلب کا وقت انتقال آیا تو انہوں نے حضرت ابوطالب کو محمد کے لیے وصیت فرمائی، حضرت ابو طالب نے آپ کی کفالت فرمائی اور بہترین تربیت کی اور شام کے سفر کو تشریف لے گئے تو آپ کو اپنے ساتھ رکھا، یہاں تک کہ آپ جوان ہو گئے اور پھر جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو ابو طالب نے آپ کی نصرت و حمایت پر کمر بستہ ہو گئے اور آپ کی مدح و تعریف میں کئی قصائد انشاء فرمائے ان کا ایک شعر یہ ہے، جس میں نبی کریم کے صدقہ سے اہل مکہ کو بارش نصیب ہوئی، اور وہ گورے رنگ والے جن کے چہرہ انور کے صدقہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کی جائے پناہ اور بیوائوں کے نگہبان ہیں، اور آپ کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم گرامی اپنے اسم گرامی سے مشتق فرمایا پس وہ عرش پر محمود ہے اور یہ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ۲

یہی بات علامہ سید الناس متوفی ۷۳۴ھ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسير"، جلد اول، ص ۹۷ مطبوعہ بیروت "میں لکھی ہے کہ جب آپ کی والدہ محترمہ کا وصال ہوا تو آپ کے دادا جان حضرت عبد المطلب نے آپ کے کفیل ہوئے، جب آپ آٹھ برس دو ماہ دس دن کے ہوئے تو آپ کے دادا جان انتقال فرما گئے پھر آپ کے چچا جان حضرت ابو طالب نے آپ کی کفالت فرمائی ۔

مشہور مفسر علامہ شیخ محمد شربینی الخطیب اپنی تفسیر میں سورہ والضحیٰ کی آیت مبارکہ "الْمَ یَجُوك یتیمًا فاؤی" کے ذیل میں رقم طراز ہیں :

"ای بان ضمک الی عمک ابی طالب فاحسن تربیتک"

"یعنی نبی کریم کو حضرت ابو طالب کی آغوش میں دے دیا تو انہوں نے آپ کی بہت اچھے طریقے سے تربیت فرمائی " ۳

علامہ فخر الدین الرازی مذکور ہ بالا آیت مجیدہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں :

"وکان عبد المطلب یوصی اباطالب به لان عبد اللہ و ابا طالب کان من ام واحدہ فکان ابو طالب هو الذی یکفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "

"حضرت عبدالمطلب نے جناب ابوطالب کو رسول کی کفالت کی وصیت فرمائی تھی کیونکہ حضرت ابو طالب - اور حضرت عبد اللہ - (والد پیغمبر) دونوں ایک ہی ماں کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت ابو طالب وہ ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام کی کفالت فرمائی تھی " ۴

حبر الامت حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تشریح میفرماتے ہیں:

"یتیمًا بلا أب ولا أم فاوی فاواک الی عمک ابی طالب"

"بغیر ماں باپ کے فاوی، آپ کو ان کے عم محترم ابو طالب کی آغوش عطا فرما دی " ۵

حافظ ابن کثیر الد مشقی لکھتے ہیں :

"وله العمر ثمان سنين فکفلہعمہ ابو طالب ثم لم یزل یحوطہ وینصرہ والا حوی ویرفع من قدرہ ویوقرہ ویکف عنہ اذی قومہ "

"آپ کی عمر مبارک اس وقت آٹھ برس تھی جب آپ کے عم محترم ابو طالب نے ان کی کفالت فرمائی حضرت ابو طالب ہمیشہ نبی مکرم کا احاطہ کیے رہے اور آپ کی نصرت و حمایت کرتے رہے اور آپ کو ہر اس چیز سے بچاتے رہے جو آپ کی عزت و توقیر پر حرف لا نے والی ہو اور ہر حال میں ان (کفار مکہ) کی اذیتوں سے آپ کو بچاتے رہے۔ ۶

عظیم مفسر علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن بہامش تفسیر ابن جریر پ ۳۰، ص ۱۰۹ مطبعة بولاق مصر ۱۳۲۹ھ میں مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ذیل میں یوں صراحت کرتے ہیں -

"فکفل ابو طالب رسول اللہ الی ان اتبعته اللہ للرسالة فقام بنصرته مدت مدیده وعطفه اللہ علیہ فاحسن تربیته"

"حضرت ابو طالب نے رسول کی کفالت فرمائی حتی کہ آپ کی بعثت کا وقت قریب آگیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت پر متمکن فرمادیا، اس طویل عرصے میں حضرت ابو طالب - آپ کی نصرت کرتے رہے اور ان کی زیر کفالت اللہ تعالیٰ اپنے (رسول) کی بہترین تربیت فرما تا رہا "

علامہ جمال الدین یوسف ابن المبرد متوفی ۹۰۹ھ، نے اپنی بیش بہا تصنیف "الشجرة النبوة فی نسب خیر البریہ" ، ص ۱۸۳، ۱۲۲، ۱۱۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ میں بالتصریح تحریر کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے وصیت کی تھی کہ محمد کی کفالت حضرت ابو طالب کریں اور انہوں نے ہی آپ کی کفالت و پرورش کی ہے۔

بعینہا یہی صراحت بہت سی مستند کتب میں دیکھی جا سکتی ہے چند ایک کے نام یہ ہیں،

(۱) شرف المصطفیٰ للحافظ عبد الملک بن ابی عثمان الخرجی النیشاپوری المتوفی ۴۰۶ھ جلد اول ۳۸۹ھ تا ص ۳۹۱

طبع دارالبشائر الاسلامیہ مکہ المکرمة الطبعة الاولى ۱۴۲۴ھ

(۲) (لباب التاویل للخان، ج ۷، ص ۲۱۶ مطبعة التقدم مصر، ۱۳۳۲ھ)

(۳) (تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ج ۴، ص ۲۳۹، مطبع فتح الکریم بمبئی، ۱۳۰۹ھ)

(۴) (تفسیر صاوی علی الجلالین للشیخ احمد الصاوی المالکی، ج ۴، ص ۲۷۸ طبع داراحیاء الکتب العربیہ مصر

(۵) (تفسیر فتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین المعروف بہ جمل، ج ۴، ص ۶۴۴، طبع اکمل المطابع

دہلی، ۱۲۸۵ھ

(۶) (تفسیر جلالین مع صاوی، ج ۴، ص ۲۷۸

نیز شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰، ص ۲۱۹، ۲۲۰ مطبع محمدی لاہور ، ۱۳۰۰ھ میں بھی بالتصریح ذکر کیا ہے بلا شبہ حضرت ابو طالب - نے اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق سرور کا ثنات کو اپنی آغوش تربیت میں لیا اور نہایت حسن و خوبی سے وہ تمام فرائض جو ایک مربی کے لیے ضروری ہیں انجام دئیے جس کا اعتراف ہر عہد کے مورخ نے کیا ہے چنانچہ مشہور مورخ محمد بن سعد بصری متوفی ۲۳۰ھ نے واشگاف الفاظ میں تحریر کیا ہے -

"كان يحبه حباً شديداً لا يحبه ولده وكان لا ينال الا الى جنبه ويخرج فيخرج معه و صب به ابو طالب صبابة لم يصب مثله بشيء قط وكان يخصه بالطعام "

"حضرت ابو طالب - حضور نبی کریم سے بے پناہ محبت کرتے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو چاہتے تھے آپ ہی کے پہلو مبارک میں سوتے، جب حضرت ابو طالب - کہیں باہر جاتے تو نبی کریم کو اپنے ساتھ لے جاتے اور دنیا جہان کی ہر چیز سے زیادہ آپ پر فریضہ و گرویدہ تھے "۷

حضرت ابو طالب - آپ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے کیونکہ انہیں مسلسل یہ خطرہ رہتا تھا کہ کہیں کوئی دشمن رسول اللہ کو رات کے وقت سوتے ہوئے قتل نہ کر دے۔ لہذا حضرت ابو طالب - کا یہی وطیرہ رہا کہ رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد وہ نبی کریم کو ان کے بستر سے اٹھا کر کہیں اور سلا دیتے تھے اور اس جگہ اپنے بیٹے حضرت علی - کو سلا دیا کرتے تھے ایک روز ایسے موقع پر حضرت علی - نے کہا بابا جان ! کیا میں یہاں قتل کر دیا جاؤں گا ۔ حضرت ابو طالب - اپنے بیٹے کے اس سوال سے نہایت متاثر ہوئے اور فرمایا بیٹا علی - !! ہم نے تمہیں اس شدید ابتلا کے زمانے میں رسول اللہ کا فدیہ بنا دیا ہے ۔

حضرت ابوطالب - تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے لگے تو حضور کو اپنے ساتھ ہی ہمسفر رکھا ان کی جدائی گوارا نہ کی، دوران سفر کے معجزات، ابر کے ٹکڑے کا سایہ فگن ہونا، درخت کی ڈالیوں کا آپ پر جھکنا تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں عام ملتا ہے نصرانی راہب کا لات وعزی کی قسم دے کر حضور سے یہ کہنا کہ جو بات میں پوچھوں بتائے جائیں اور آپ کا یہ جواب دینا کہ

"لا تسألني باللات والعزى شيا فوالله ما ابغضت شهيا قط بغضهما "

" لات وعزی کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ، خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا "

آپ کا یہ جواب سن کر وہ ششدر ہو کر رہ گیا پھر اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کا نشان اس مقام پر موجود تھا، جہاں نصرانی راہب کی کتاب میں اُس کا تذکرہ مرقوم تھا، نصرانی نے حضرت ابو طالب - سے دریافت کیا، اس لڑکے کا آپ سے کارشتہ ہے ؟ انہوں نے فرمایا میرا بیٹا ہے راہب نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہو سکتا اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہو نا چاہیے، حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے نصرانی راہب نے کہا پھر اس کا باپ کہاں ہے ۔ آپ نے جواب دیا کہ اُن کا انتقال ہو چکا ہے تب راہب نے کہا آپ نے سچ کہا اپنے اس بھتیجے کو لے کر اپنے شہر کو واپس جائو اور یہود سے اس کی حفاظت کرو، اگر انہوں نے دیکھ لیا اور وہ سب کچھ جان لیا جو میں نے سمجھ لیا ہے تو وہ اسے ضرور نقصان پہنچائیں گے ۔

حضرت ابو طالب - تجارت سے فارغ ہوئے ہی جلد مکہ چلے آئے ۔ حضور اب عالم شباب کے میدان میں قدم رکھ رہے تھے ۔ زندگی کا یہ وہ دور ہوتا ہے جس سے شخصیت کے متعلق اندازہ کیا جاتا ہے ۔ نبی مکرم کے معاملات پر کسی فرد کو بھی انگشت نمائی کا موقعہ نہ ملا بلکہ ہر ایک نے صادق اور امین کہہ کر پکارا ۔

حضرت خدیجہ حسب ونسب میں اعلیٰ ترین قریش تھیں، مال و دولت کے لحاظ سے بھی ان کا کوئی ہمسر نہ تھا متمول اور خوشحال قبائل کے افراد آپ سے نکاح کرنے کے خواہش مند تھے مگر آپ نے ہر کسی کی خواہش کو ٹھکرایا اور اپنی خاص سہیلی نفیسہ کی وساطت سے حضرت سرور کائنات کی خدمت میاںپنے ارادے کا اظہار کیا، آپ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب - سے اس کا ذکر فرمایا تو آپ نے اسے منظور کیا چنانچہ نکاح کی تاریخ مقرر ہو گئی اور وقت مقررہ پر حضرت ابو طالب - اور تمام روساء خاندان جن میں حضرت حمزہ بھی تھے - حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے حضرت ابو طالب - نے خطبہ نکاح پڑھا، خطبہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہو تی ہے :

"الحمد لله الذى جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وضئضى معدّ وعنصر مضرّ وجعلنا حضنة بيته.....الخ"

"تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے سزوار ہے جس نے ہمیں ذریت ابراہیم اور اولاد اسماعیل - و نسل معد اور صلب مضر سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے بیت (کعبہ) کا محافظ اور اپنے حرم محترم کا نگہبان مقرر فرمایا، ہمارے لیے ایک ایسا گھر قرار دیا جس کا خلق خدا حج کر تی ہے اور ایسی متبرک زمین عطا کی جہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق امن پاتی ہے ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا --- "

اما بعد میرا یہ بھیجتا محمد بن عبد اللہ جن کا اگر کسی شخص سے مقابلہ اور موازنہ کیا جائے تو ازروئے فضل و کمال اور باعتبار شرافت و دیانت یہی گرامی تر نکلے گا۔ یہ مالدار اور دولت مندی میں اگرچہ کم ہے مگر مال ایک ڈھلتی پھرتی چھائوں ہے اور متغیر و مبدل ہوجانے والا حال ہے۔ محمد وہ شخص ہے جس کی قرابت جو کچھ مجھ سے ہے آپ لوگ اس کو خوب جانتے ہیں اس نے خدیجہ بنے خویلد سے تزویج کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس طرح میں نے اپنے مال سے (خدیجہ) کے مہر موجل (رقم مقررہ) اور صداق موجل (رقم، مہر جو بروقت ادا کیا جائے) ادا کر دیا، میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ محمد وہ شخص ہے جس کے لیے کوئی خبر عظیم اور اعلیٰ ترین منصب نصیب ہونے والا ہے۔ ۸۔

محترم قارئین !

حضرت ابو طالب - کے اس خطبے کو بار بار پڑھیے اور ایک ایک جملہ پر غور فرمائیے کہ آپ کا ایمان بالتوحید والرسالت کس طرح ظاہر ہو رہا ہے اور اپنے آباء و اجداد کے ایمان پر بھی کس انداز سے فخر و مباہات فرما رہے ہیں اور اپنے مال سے حق مہر کی ادائیگی کر رہے ہیں سچ ہے کہ حضرت عبد المطلب کو یقین کامل تھا کہ میرا یہ بیٹا ابو طالب موحد ہے اسی لیے دنیا سے رخصت ہو تے وقت حضور کو کسی اور بیٹے کی نگرانی مینہ دیا۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول وحی 'اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ' کی آیت مبارکہ سے ہوا تو اس کا ذکر حضور نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ بھی اس وقت آپ کے پاس ہی رہتے تھے، آپ نے اپنے اخبار الہی ہو نے کا جب قریش پر انکشاف کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی ہوں تو اعلان نبوت پر قریش میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں جو کوئی ایک دوسرے سے ملتا ہے یہی کہتا ہوا نظر آتا کہ کچھ سنا ابو طالب - کا بھتیجا محمد بن عبد اللہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے یہ خبر پورے مکہ اور اس کے گرد و نواح کی آبادیوں میں پھیل گئی ہر طرف سے تعجب کا اظہار ہو نے لگا کہ محمد ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور وہ اس امر کی تلقین کر تا ہے کہ کہو 'لا الہ الا اللہ' اعلان نبوت کے بعد حضرت ابو طالب نے جب دیکھا کہ قریش، حضور نبی کریم کی مخالفت پر ٹل گئے ہیں تو آپ نے قریش پر جس جذبہ اور جس شجاعانہ انداز سے اپنے خاندان کی عظمت ایمان بالتوحید اور رسول اللہ کی حفاظت و نصرت کے لیے جان کی قربانی تک

کی پرواہ نہ کرنے کا عرب کے ملکی رواج کے مطابق اشعار میں چیلنج فرمایا۔ تقریباً ایک سو اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ سیرۃ ابن ہشام اردو کے صفحہ ۲۵۶ تا ۲۶۸ پر "ابو طالب کا مشہور قصیدہ" کے عنوان سے موجود ہے۔ اسے قصیدہ اس لیے کہا گیا کہ اس میں اپنے خاندان کی عظمت و برتری کے ساتھ سرور کائنات کے فضائل ومحاسن بھی شامل ہیں۔ حضرت ابو طالب - کی نبی کریم کی حفاظت و نصرت اور حمایت و تائید اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ لہذا حضرت ابو طالب اعلان نبوت سے ہی آپ کے اس مقدس مشن میں برابر کے شریک تھے۔

★★★★★

حوالہ جات

- ۱۔ اسنی المطالب فی نجاتہ ابی طالب ص ۱۹، مطبعہ محمد آفندی مصر، ۱۳۰۵
- ۲۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۴، ص ۱۱۵، مطبعۃ السعاده مصر، ۱۳۲۸ الطبعة الاولى
- ۳۔ تفسیر سراج المنیر ج ۴، ص ۵۵۰ تا ۵۵۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، ۱۲۹۳ھ
- ۴۔ تفسیر کبیر ج ۸، ص ۶۰۰ مطبوعہ قسطنطنیہ، ۱۳۰۸ھ
- ۵۔ تنویرا لمقیاس من تفسیر ابن عباس ص ۴۵۲ مطبعۃ المشهد الحسینی قاہرہ، ۱۳۹۰ھ
- ۶۔ تفسیر ابن کثیر بھا مش فتح البیان ج ۵، ص ۲۴۶ مطبعہ بولاق الطبعة الاولى مصر، ۱۳۰۱ھ
- ۷۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۷۵ تحت "ذکر ابی طالب وضمہ رسول اللہ" طبع لیدن، ۱۳۲۲ھ
- ۸۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ ص ۲۰۱، المطبعة الازہر یہ مصر، الطبعة الاولى ۱۳۲۵ھ،
- سبل الہدی والرشاد للشامی جلد ۲، ص ۱۶۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۶۸ھ،
- شرف المصطفی للحافظ خرکوشی النیشاپوری المتوفی ۴۰۶ھ، جلد اول، ص ۴۱۳ طبع، دارالپستائر الاسلامیہ مکہ المکرّمہ ۱۴۲۴ھ
- سیرت الحلبیہ جلد ۱، ص ۲۲۶، مطبعة المصطفی، مصر ۱۳۸۴ھ